جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے اور نبی یا اوسکے قائم مقام مجدد کے گذرجانیسے ایک ہزار مہینہ کے بعد آتا ہے۔

(۱۵) آیات ذکر سجدہ آدم مین باوا آدم کی طرف سجدہ کرنا مراد نہین بلکہ ملائکہ کا خدمت انسان کامل بجالانا ف۱

(۱۶) صحیحین (صحیح بخاری و مسلم) کی احادیث سب کی سب صحیح نہین بلکہ بعض اُنمین غیر صحیح و موضوع بھی ہین ف۲

(۱۷) آپ اپنے کشف والہام کے ذریعہ سے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث کو موضوع ٹہیرا سکتے ہین ف۳

(۱۸) حدیث صحیح کی (بخاری و مسلم کی کیون نہو) یہہ شان و وقعت نہین کہ وہ قرآن کریم کی مفسر و مبین ہوسکے اور قصص و اخبار و واقعات ماضیہ کے بیان مین بیان قرآن پر ف۴

ف۱ توضیح المرام مین بصفحہ ۹۰ [illegible] سجدہ کا حکم [illegible] کہ جب آدم پیدا کیا گیا بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنی حقیقی انسانیت کے مرتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اسکو حاصل ہوجائے اور خدا تعالی کی روح اسمین سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ مین گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اُسپر اُترو اور اُسپر صلوۃ بھیجو سو یہ قدیم قانون کی طرف اشارہ ہے جو خدا تعالے اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھہ ہمیشہ جاری رکھتا ہے

ف۲ حاشیہ صفحہ ۱۱۷ - نمبر (۱) اور حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۵ ملاحظہ ہو

ف۳ مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۴) مین آپ فرماتے ہین۔ اب جبکہ یہ حال ہو کہ کوئی حدیث بخاری یا مسلم کی بذریعہ کشف کے موضوع ٹہیر سکتی ہے تو پہر کیونکر ہم ایسی حدیثون کو ہم پایہ قرآن کریم جان لینگے۔ ہان علی العموم بخاری و مسلم کی حدیثین بڑے اہتمام سے لکہی گئی ہین۔ اور غالباً اکثر اُنمین صحیح ہونگی لیکن کیونکر ہم حلف اُٹھا سکتے ہین کہ بلا شبہ وہ ساری حدیثین صحیح ہین۔

ف۴ مباحثہ لودہیانہ کی تحریر نمبری (۷) مین آپ فرماتے ہین وہ (یعنی قرآن) اپنے مقاصد کی آپ

زیادتی کر سکے۔

(۱۹) نصوص قرآن و حدیث کو ان کے ظاہری معانی سے پھیرنا اور اس سے استعارات مراد ٹھیرانا جائز ہے بلکہ مغز شریعت ہے جو مجدد وقت کا کام ہے اور وہ ظاہری علوم سے نہین ہو سکتا۔

(۲۰) جو شخص آپکو (قادیانی صاحب کو) باین کمالات مسیحائیت و مجددیت نہ مانیگا وہ

آپ تفسیر فرماتا ہے اور اس کی بعض آیات بعض کی تفسیر واقع ہین یہ نہین کہ وہ اپنی تفسیر مین حدیثون کا محتاج ہے۔

۵ یہ بات آپکی آخری تحریر مباحثہ لودہانہ مین جابجا پائی جاتی ہے جسکی تفصیل نقل مباحثہ مین ہے۔
یہ عقیدہ [illegible] اصل اصول [illegible] اپنی اصول سے ہر ایک آیت ہر ایک حدیث مین تاویل و تحریف کرتے ہین۔ حاشیہ صفحہ (۱۱۹) (۱۲۰) ملاحظہ ہو۔ فتح اسلام کے صفحہ ۵ مین آپ لکھتے ہین کہ خدا تعالے ہمیشہ استعارون سے کام لیتا ہے اور طبع اور خاصیت اور استعداد کے لحاظ سے ایک کا نام دوسرے پر وارد کر دیتا ہے اور توضیح مرام کے صفحہ ۱۴ مین حدیث قتل خنازیر اور قطع صلیب اور رفع جزیہ کی تاویل اور تحریف کر کے آپ لکھتے ہین یہ سب استعارے ہین جنکو خدا تعالے کیطرف سے فہم دیا گیا وہ نہ صرف آسانی سے بلکہ ایک قسم کی ذوق سے انکو سمجھ جائینگے ایسے عمدہ اور بلیغ مجازی کلمات کو حقیقت پر اوتارنا گویا ایک خوبصورت معشوق کا ایک دیو کی شکل مین تصور کر کے کھینچنا ہے بلاغت کا تمام مدار استعارات لطیفہ پر ہوتا ہے اسیوجہ سے خدا تعالے کی کلام نے بھی جو ابلغ الکلام ہے جسقدر استعارون کو استعمال کیا ہے اور کسی کلام مین یہ طرز لطیف نہین ہے اور فتح الاسلام کے صفحہ (۸) مین آپ لکھتے ہین صرف رسمی و ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اردو یا فارسی مین ترجمہ کر کے رواج دینا (وغیرہ وغیرہ) یہ ایسے امر نہین ہین جنکو کامل اور واقعی طور پر تجدید کہا جائے ایسی ظاہری اور پامفز خدمتین ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہین انکو مجددیت سے کچھ علاقہ نہین اور

ہلاک ہوگا اور آگ مین ڈالا جائیگا اور جسنے آپ کو مانا وہ ناجی ہوا۔

یہ قادیانی اور آپکے حواریون اور ہم مشربون کے عقاید و مقالات کی چند تمثیلات

ہین بطور مشتے نمونہ خروار و اندکی از بسیارے ہے کیونکہ مزید تفصیل کی اس مقام مین گنجائش نہین۔

اب ان کے طریق عملی کو جسمین وہ عقاید و مقالات مذکورہ بالا کی تائید کرتے ہین اور اس سے وہ بزعم خود اصول و مسائل اسلام کی بیخکنی کر رہے ہین بیان کیا جاتا ہے عقاید و مقالات مذکورہ کی تائید و ترویج کی غرض سے وہ احادیث صحیحہ کو بلاتردد رد کرتے و غیر صحیح و موضوع قرار دیتے ہین اور کئی احادیث و آثار و اقوال از خود وضع کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور علماء اسلام کی طرف منسوب کرتے ہین اور آیات اور احادیث نبویہ کی (جسکو مجبوراً صحیح مانتے ہین) ایسی تاویل اور تحریف کرتے ہین کہ اسمین نیچریون

[illegible] صفحہ ۱۳۲

صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے۔ پس کمال افسوس کی جگہہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتون اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اسکے عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔

۵ **فتح اسلام** مین بصفحہ ۲۸ آپ لکھتے ہین۔ اس نے (یعنے خدا نے) اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین مین طوفان ضلالت برپا ہے۔ تو اس طوفان کے وقت مین یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی مین سوار ہوگا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار مین رہیگا۔ اسکے لئے موت در پیش ہے

اور **بصفحہ ۵۸** فرماتے ہین۔ اس زمانہ کا حصن حصین مین ہون جو مجھہ مین داخل ہوتا ہے وہ چورون اور قزاقون اور درندون سے اپنی جان بچائیگا۔ مگر جو شخص میری دیوارون سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اسکو موت در پیش ہے اور اُسکی لاش بھی سلامت نہین رہیگی اور کہاں مین نکلتے ہین بلکہ بعض خشک ہڈیون کی طرح نظر آتی ہین جسکو میرا خداوند جو میرا متولّی ہے مجھہ سے کاٹکر جلنے والی لکڑیون مین پھینک دیگا۔

اور باطنیون کو بھی اُنھون نے مات کیا ہے۔

ان کے اس عمل کی تمثیلات و شواہد ان کی عبارات منقولہ سابق مین موجود ہین۔ اور علاوہ بران چند تمثیلات و شواہد ذیل مین ذکر کئے جاتی ہین۔

(۱) آپنے احادیث متضمنہ ذکر دجال موعود کو غیر صحیح و موضوع بنانے کی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ افترا کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمین اسکے (یعنی ابن صیاد کے) حال مین ابھی تک اشتباہ ہے۔ (یہ فقرہ بقلم جلی آپکے رسالہ ازالہ کے (۲۲۵) مین بعینہ موجود ہے۔ اور مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۱۴) مین آپنے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنی امت پر ابن صیاد کے دجال معہود ہونے کی نسبت ڈرتا ہون (یہ بھی آپ ہی کے الفاظ ہین) حالانکہ کسی حدیث صحیح یا ضعیف مین یہ قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین۔ اور جب آپ سے مباحثہ لودہانہ مین آنحضرت سے اس قول کے مروی ہونیکا ثبوت طلب کیا گیا تو آپنے جابر بن عبد اللہ کا یہ قول کہ آنحضرت ابن صیاد کے دجال ہونیسے ڈرتے تھے جو شرح السنہ مین مروی ہے اور وہ آنحضرت کا قول نہین ہے پیش کیا اور آخر مباحثہ تک آنحضرت سے اس قول کا ثبوت نہ دیا۔

(۲) اس حدیث کو موضوع ٹہرانیکی غرض سے آپنے ایک حدیث کو وضع کیا اور اسمین صحابہ پر افترا کیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ اس حدیث کو صحیح مسلم مین موجود بتایا۔ چنانچہ مباحثہ لودہانہ کی تحریر نمبر (۱۴) مین آپنے لکھا ہے کہ ایک اور حدیث مسلم مین ہے جسمین لکھا ہوا ہے کہ صحابہ کا اسپر اتفاق ہو گیا ہے کہ دجال معہود ابن صیاد ہی ہے ✦

حالانکہ صحیح مسلم مین اس حدیث کا نام و نشان نہین جسمین اجماع صحابہ کا ذکر ہو یا اشارہ ہو۔ مباحثہ لودہانہ مین آپ سے اس حدیث اور اجماع کی سند پوچھی گئی تو آپنے حضرت ابو سعید خدری کے اس قول کی کہ ابن صیاد نے ان کے پاس شکایت کی کہ لوگ اسکو دجال موعود سمجھتے ہین۔ نشان دہی کی۔ جسمین نہ اس اجماع کا صریح ذکر پایا جاتا ہے نہ اسکی

طرف وہان کوئی اشارہ ہے صرف غیر معین لوگون کا ابن صیاد کو دجال کہنا مفہوم ہوتا ہے جسکے مقابلہ مین بہت صحابہ کا جن مین خود ابو سعید خدری داخل ہین ابن صیاد کو دجال موعود نہ سمجھنا بلکہ اور شخص کو دجال موعود سمجھنا اسی کتاب صحیح مسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔

(۳۳) صحیح مسلم کی اس حدیث کو (جسمین حضرت مسیح کا دمشق کے قریب اُترنا بیان ہوا ہے) موضوع قرار دینے کی غرض سے آپنے ایک افترا بعض علماء امت پر کیا اور ازالہ کے صفحہ ۲۱۸ مین لکھا ہے کہ بعض علما کہتے ہین کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ وہ مسلمانون کے لشکر گاہ مین اُتریگا جہان حضرت مہدی ہونگے حالانکہ علماء اسلام سے ایسا کوئی معلوم نہین ہوا جسنے یہ بات کہی ہو کہ حضرت مسیح نہ بیت المقدس مین اُتریگا اور نہ دمشق مین بلکہ علماء اسلام نے اُن سبھی مقامات کو ایک مقام قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ حضرت [illegible] بیت المقدس [illegible] اُتر [illegible] [illegible] ابن ماجہ کے حاشیہ مین صفحہ ۳۰۶ — جو دمشق کیجانب مشرق مین ہی وہین مسلمانون کا لشکر ہوگا۔ اور وہ اُردن ہی کے علاقہ مین ہوگا۔ اسی جگہہ خدا تعالے منارہ سفید بنا دیگا۔

قال الحافظ ابن كثير وقد ورد في بعض الاحاديث ان عيسى عليه السلام ينزل ببيت المقدس وفي رواية بالاردن وفي رواية بمعسكر المسلمين فالله اعلم قلت حديث النزول ببيت المقدس عند المصنف وهو عندي ارجح ولا ينافي سائر الروايات لان بيت المقدس هو شرقي دمشق وهو معسكر المسلمين اذ ذاك والاردن اسم الكورة كما في الصحاح وبيت المقدس داخل له فاتفقت الروايات فان لم يكن في بيت المقدس الان منارة بيضاء فلا بد ان تحدث قبل نزوله حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۰۶

لودیانہ کے مباحثہ مین آپسے اس قول بعض علماء کا ثبوت طلب کیا گیا۔ تو آپنے ایسا جواب دیا جس سے آپکے اس افترا کا اور یقین ہوا ✝

(۴) اس حدیث صحیح مسلم اور دیگر احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف و تاویل کرنیکی غرض سے ایک افترا آپنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہہ کیا اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسحدیث کی نسبت جسمین دجال کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور اسمین اسکو ابن قطن کے مشابہہ کیا) صاف اور صریح طور پر فرمادیا ہی کہ یہہ ایک مکاشفہ یا ایک خواب ہے ازالہ صفحہ ۲۰۶ ۔ اور کہا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صاف اور صریح طور پر فرماتے ہین کہ میرا یہہ ایک کشف یا خواب ہے (ازالہ صفحہ ۲۰۷) اور کہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اسبات کا اقرار فرماتے ہین کہ یہہ سب بیانات میرے مکاشفات مین سے ہین ۔ (ازالہ صفحہ ۲۳۲) حالانکہ کسی حدیث مین آنحضرت سے یہ اقوال مروی نہین حدیث آنحضرت [illegible] دجال کو طواف کرتے دیکھا ۔ اور ابن قطن سے تشبیہ [illegible] دینا مروی ہے اسکو تسلیم بہی کیا جاوے کہ وہ ایک خواب یا کشف کا واقعہ ہے تو کوئی شخص (جسکو دین سے تعلق ہے اور کذب سے احتراز) اسکو آنحضرت کا قول اور صاف وصریح اقرار نہین ٹہرا سکتا ۔

اس افترا سے آپکی غرض (جسکو آپنے ازالہ کے صفحہ ۲۳۲ مین ظاہر کیا ہے) یہ ہے کہ اسی پر حدیث دمشقی وغیرہ کو قیاس کرین اور انکو بھی ایک خواب یا مکاشفہ قرار دیکر تعبیر اور تاویل کا محتاج بنا دین اور اُنکے ظاہری معنی سے انکو پہیر سکین جو کمال جرأت و محض افترا ہے ؎ ۔

(۵) ان احادیث نزول حضرت مسیح مین تحریف اور تاویل کی غرض سے آپنے اسحدیث کے ترجمہ مین جسمین یہ بیان ہے کہ عنقریب ابن مریم حاکم عادل ہوکر نزول کرین گے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک سوال وجواب کا افترا کیا ۔ اور ازالہ کے صفحہ ۱۰۲ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تمہارا اسدن کیا حال ہوگا جسدن ابن مریم تم مین نازل ہوگا ۔ اور تم جانتے ہو کہ ابن مریم کون ہے وہ تمہارا ہی امام ہوگا ۔ اور تم ہی مین سے (اے امتی لوگو) پیدا ہوگا ۔ اور ازالہ کے

؎ اسکی تفصیل مباحثہ لودہانہ کی حواشی مین ہے ۔ ایڈیٹر

مین لفظ بن مریم آپ نے بجنسہ جواب مین از خود ملا کر وضع لفظ حدیث کا بھی ارتکاب کیا اور لکھدیا کہ
آنحضرت نے فرمایا کہ اسکو مسیح ابن مریم ہی سمجھو لیکن حتی اماماکم منکم چلا کہ حدیث کسی طریق مین آنحضرت
سے یہ سوال و جواب منقول نہین ہے۔ اور نہ لفظ لیکن حتی اس حدیث مین آنحضرت ﷺ سے مروی ہے
اس سوال و جواب کے افترا سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ جو ظاہر حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔
کہ جب حضرت عیسی علیہ السلام آئینگے تو اُسوقت مسلمانون کا امام موجود ہوگا (جس سے عام اہل
اسلام کے اعتقاد مین حضرت امام مہدی مراد ہین) اور وہ آپکے خیال اور دعودن کی جڑ کاٹ
رہا ہے کیونکہ اسوقت امام مہدی موجود نہین تو آپ مسیح موعود کیونکر بن سکتے ہین۔ اسکا جواب
ادا ہوا۔ یہ سوچکر آپنے چاہا کہ چلو امام مہدی بھی ہم خود ہی بن جائین۔ اور حدیث کے یہ معنے
ظاہر کرین کہ جو مسیح آئیگا وہی امام مہدی ہوگا۔ اور یہہ سوال و جواب بنایا۔ اور جواب مین لفظ
[illegible]

عن جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله
عليه وسلم يقول لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على
الحق ظاهرين الى يوم القيمة قال فينزل عيسى ابن
مريم صلى الله عليه فيقول اميرهم تعال صل لنا
فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله
هذه الامة (صحيح مسلم ص۸۷ ج ۱)

کہ دوسری حدیث صحیح
مسلم مین صاف آیا ہے
کہ عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم
اتر آئین گے تو اُن کا (یعنے مسلمانون
کا) امیر (یعنے امام) اُنکو کہیگا
کہ آپ آئین نماز پڑہائین وہ اس
امام کو یہہ جواب دین گے نہین۔ امیر (یعنی امام) تم ہی مین سے ہونا چاہیئے۔ یہہ کہنا اس امت
محمدیہ کے اعزاز و اکرام کے لئے ہوگا جو خدا کی طرف سے اسکو حاصل ہے۔

اس قسم کی تاویلات و تحریفات اور رد نصوص و وضع احادیث و اقوال آپکے
طریق عمل مین نادر بکثرت پائی جاتی ہین اور آپکی تصنیفات کے صدہا صفحات مین موجود
ہین ان چند امثلہ و عقائد و مقالات و طریق عمل میرزا قادیانی کو عرض کر کے علماء اسلام

سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ آیا وہ ان عقاید و مقالات و طریق عملی مین اسلام خصوصا
مذہب اہل سنت کا پابند و پیرو ہے یا اس سے خارج بشق اول علماے ربانی نصوص
کتاب و سنت و اقوال سلف امت اہل قرون ثلثہ اسکی تائید مین نقل کرین قرون ثلثہ
کے مابعد کے علماء یا صوفیون کے اقوال بلا دلیل کتاب اللہ و سنت معرض نقل مین
نہ لاوین و بشق ثانی وہ علماے ربانی یہ فرمائین کہ ان عقاید و مقالات اور طریق عملی
خصوصًا اسکے دعوے نبوت و اشاعت اکاذیب و وضع احادیث کاذبہ ورد احادیث
صحیحہ و تحریف معانی نصوص کی نظر سے اسکو منجملہ ان تیس دجالون کے جن کے خارج ہونیکی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ایک دجال اور اسکے ان عقائد و خیالات
و طریق عملی مین پیروان و ہم مشربون کو ذریات دجال کہسکتے ہین یا نہین اور ایسے عقائد
و مقالات و طریق عملی کے ساتھ انکو شخص [illegible] اور [illegible] محدث و مجدد
ہو سکتا ہے یا نہین ـ بینوا توجروا +

الجواب

ان عقاید و مقالات اور اس طریق عملی مین مرزا قادیانی پابندی اسلام خصوصا
مذہب اہل سنت سے خارج ہے کیونکہ عقاید و مقالات و طریق عملی اسلامی و سنی نہین
بلکہ انمنجملہ بعض عقاید و مقالات یونانی فلاسفہ کے ہین ـ بعض ہندوؤن پیروان وید کے
بعض نیچریون کے بعض نصاریٰ کے بعض اہل بدعت و ضلالت کے اور اسکا طریق عملی
ملحدین باطنیہ* وغیرہ اہل ضلال کا طریق ہے ـ اور اسکے دعوے نبوت اور اشاعت اکاذیب

* باطنیہ ایک ملحد فرقہ کا نام ہے ـ جسکا ذکر صفحہ مین آئیگا اس مقام مین ان کی
تاویلات کی چند تمثیلات بیان کی جاتی ہین ـ جن سے ناظرین کو یقین ہو کہ مرزا غلام احمد

(۱۹۵)

اور اس ملحدانہ طریق کی نظر سے یقیناً سکوان تیس دجالون مین سے جن کی خبر حدیث مین وارد ہے ایک دجال کہہ سکتے ہین اور اسکے پیروان وہم مشربون کو ذریات دجال۔ یہہ لوگ دجال ہنون تو پہر احادیث نبویہ کا جن مین تیس دجالون کذابون کی خبر دیگئی ہی کوئی مصداق نہین ہوسکتا۔ اور اس اعتقاد وعمل کے ساتہہ کوئی شخص شرعاً وعقلاً ولی۔ وملہم ومحدث نہین ہوسکتا۔ اس عمل واعتقاد کا شخص خدا کا ملہم ومخاطب ہو تو انبیا وملہمین سابقین کا الہام بے اعتبار ہوجاتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل بطور تمثیل ذیل مین معروض ہے۔ **قادیانی کا کواکب** وسیارات وافلاک کے لئے نفوس وارواح تجویز کرنا یونان کے فلاسفہ اشراقین وہندوان پیروان وید کا مذہب ہے (چنانچہ قادیانی اس امر کا صفحہ (۳۳) **توضیح المرام** مین خود معترف ہوا ہے)۔ اسلام نے یہہ اعتقاد مسلمانون کو نہین سکہایا۔ اور قرآن وحدیث مین جو اسلام کے اصل اصول ہین اسکا کہین ذکر پایا نہین گیا۔ اور جو بعض متاخرین صوفیہ نے بہ تقلید فلاسفہ یا اپنے مشاہدہ ومکاشفہ سے ان ارواح کو تسلیم کیا ہے وہ مذہب اسلام نہین ہوسکتا۔ کیونکہ کتاب وسنت مین اس اعتقاد کا ثبوت پایا نہین جاتا۔ اور ان صوفیون نے خود ہی اس اعتقاد کو اعتقاد یا مذہب اسلام قرار نہین دیا۔ صرف اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے۔ لہذا ان صوفیون کا

اور اس کے اتباع کی تاویلات اسی قسم کی تاویلات ہین اور سب کا طریق ایک ہے ملاحدہ سبعیہ کا یہ مذہب ہے کہ **وضو** سے امام وقت کی دوستی مراد ہے۔ اور **زکوۃ** سے تزکیہ نفس۔ اور **کعبہ** سے ذات نبی علیہ السلام۔ اور **صفا مروہ** سے جناب امامین حسن حسین علیہما السلام۔ اور **احتلام** سے افشاے اسرار امام وقت۔ اور **غسل** سے امام وقت کے جناب مین دوبارہ عہد وبیعت کرنا۔ اور **جنت** سے جسم کو آسایش وآرام دینا۔ اور **دوزخ** سے تکلیفات اُٹہانا۔

مکاشفہ سے وجدان اور داحون کو تسلیم کرنا اس اعتقاد کو داخل اسلام نہین بنا سکتا
اور اگر کوئی ناواقف اس مذہب و اعتقاد کو جزو اسلام قرار دے تو وہ بحکم حدیث
(من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو رد) یعنی جو شخص ہمارے دین مین وہ
عمل یا اعتقاد از خود پیدا کرے جو بحکم قرآن و حدیث اُسمین سے نہو تو وہ لائق رد ہے
قابل قبول نہین ہے۔ قادیانی کے اس خیال کا ابطال ان نصوص و اقوال سے بہی ہوگا
جو اسکے اقوال آیندہ کے ابطال کے لئے پیش کئے جائینگے ۔

اور قادیانی کا نفوس فلکیہ و ارواح کواکب کو ملائکہ کہنا بہی اُن فلاسفہ کا احداث ہے
جو فلسفہ کے ساتہہ اسلام کے قائل ہین اُنہون نے فلسفہ کو اسلام سے ملایا ہے اور ٹاٹ ریب
مین گاڑہے کا پیوند لگانا چاہا ہے۔ کتاب اللہ و سنت مین کہین اس مذہب کا ثبوت
پایا نہین جاتا۔

سے جسم کو آسائش و آرام دینا۔ اور دوزخ سے تکلیفات اٹھانا۔
وغیرہ وغیرہ۔ اسیطرح ملاحدہ باطنیہ کی یہہ رائے ہے کہ
روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوۃ۔ خلفائے ثلثہ کے من گھڑت احکام ہین
اور روزہ رمضان خاص۔ بدعت عمری ہے۔ ملاحدہ
منصوریہ کہتے ہین کہ جنت سے امام وقت اور دوزخ سے
اس کے دشمن مُراد ہین۔ جیسے ابوبکر و عُمر وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ
عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمتہ اپنے تحفہ
اثنا عشریہ مین فرماتے ہین کہ مطیع باللہ عباسی کے عہد مین ان
فرقون کو باین عقل و شعور نہایت غلبہ اور کمال تسلط حاصل تہا۔ جسکے بعد انہون نے
ایک عالم کو گمراہ کیا۔ دانشمندون کو یکقسم کی عبرت حاصل ہونیکا مقام ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر کے صفحہ ۰۰ ۳ جلد ا مین ملائکہ کے متعلق لوگون کی مذہب بیان کئے ہین تو اُن مین فلاسفہ کا یہ مذہب بیان کیا ہے کہ وہ ارواح کواکب ہین چنانچہ فرمایا ہے۔

ثانیہما قول الفلاسفۃ وہی انہا جواہر قائمۃ بانفسہا لیست بمتحیزۃ البتۃ وانہا بالماہیۃ مخالفۃ لانواع النفوس الناطقۃ البشریۃ وانہا اکمل قوۃ منہا واکثر علما منہا وانہا للنفوس البشریۃ جاریۃ مجری الشمس بالنسبۃ الی الاضواء ثم ان ہذہ الجواہر علی قسمین منہا ماہی بالنسبۃ الی اجرام الافلاک والکواکب کنفوسنا الناطقۃ بالنسبۃ الی ابداننا ومنہا ماہی لا علی شیٔ من تدبیر الافلاک بل ہی مستغرقۃ فی معرفۃ اللہ ومحبتہ ومشتغلۃ بطاعتہ وہذا القسم من الملائکۃ ہم المقربون ونسبتہم الی الملائکۃ الذین یدبرون السموات کنسبۃ اولئک المدبرین الی نفوسنا الناطقۃ فہذان القسمان قد اتفقت الفلاسفۃ علی اثباتہما ومنہم من اثبت نوعا اخر من الملائکۃ وہی الملائکۃ

دوسرا فلاسفہ کا قول ہے کہ ملائکہ جواہر یعنے بذات خود قائم ہین۔ مگر وہ کسی حیز (مکان) مین جاگزین نہین ہوتے اور ان کی حقیقت انسانی نفوس کی حقیقت سے مخالف ہے وہ اُن سے قوی تر اور علم مین بڑھکر ہین۔ ان کو انسانی نفوس سے وہ نسبت ہے جو روشنی کو سورج سے نسبت ہے۔ پھر یہ جواہر دو قسم ہین۔ بعضے ایسے ہین جن کو افلاک وکواکب سے وہ نسبت ہے جو ہمارے نفوس ناطقہ کو ہمارے بدنون سے ہے اور بعض ایسے ہین جنکو اجسام فلکیہ کی تدبیر سے کوئی تعلق نہین ہے (یعنے وہ اس کے مدبر نہین بلکہ وہ اللہ کی معرفت اور محبت مین مستغرق اور اس کے حکم بجاآوری مین مشغول ہین۔ اس قسم کے ملائکہ مقربین کہلاتے ہین انکو ملائکہ مدبرین اجسام فلکیہ سے وہ نسبت ہے جو ان مدبرین افلاک کو ہمارے

الارضیۃ المدبرۃ لاحوال ھذا العالم السفلی ثم ان المدبرات لھذا العالم ان کانت خیرۃ فھم الملائکۃ وانکانت شریرۃ فھم الشیاطین (تفسیر)

نفوس ناطقہ سے نسبت ہے ان دونون قسمون کے ماننے پر فلاسفہ کا اتفاق ہے بعض فلاسفہ ایک اور قسم ملائکہ کو بھی مانتے ہین وہ زمین کے ملائکہ ہین جنکو عالم سفلی کی تدبیر سے تعلق ہے۔ پھر یہ (عالم سفلی کے مدبر) اگر اچھے ہین تو وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اگر بری ہین تو وہ شیاطین ہین۔

اور قادیانی کا جملہ حوادث وکائنات عالم کو ستارون کی تاثیر سمجھنا بھی فلاسفہ اور نجومیون اور ہندوون اور مجوسیون اور ثنویہ اور بت پرستون کا مذہب ہے۔ ہندوان قائلین وید کا قائل تاثیر ہونا تو قادیانی نے خود توضیح مرام کے صفحہ (۳۳) مین بیان کیا ہے [illegible] مجوس اور ثنویہ کا قائل ہونا امام رازی کی تفسیر سے نقل کیا جاتا ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۷ مین فرماتے ہین۔

وثانیھا قول طوائف من عبدۃ الاوثان وھو ان الملائکۃ ھی الحقیقۃ فی ھذہ الکواکب الموصوفۃ بالاسعاد والانحاس فانھا بزعمھم احیاء ناطقۃ وان المسعدات منھا ملائکۃ الرحمۃ والمنحسات ملائکۃ العذاب وثالثھا قول معظم المجوس والثنویۃ وھو ان ھذا العالم مرکب من اصلین ازلیین وھما النور والظلمۃ وھما فی الحقیقۃ جوھران شفافان مختاران قادران متضادا الجنس والصورۃ مختلفا

دوسرا قول کئی بت پرست جماعتون کا ہے وہ یہ کہ ملائکہ درحقیقت یہ ستارے ہین جو سعد اور نحس کہلاتے ہین۔ انکے اعتقاد مین یہ ستارے زندہ ہین۔ اور گویا ہین اور جو ان مین سعد (نیک) ہین وہ رحمت کے ملائکہ کہلاتے ہین۔ اور جو نحس ہین وہ عذاب کے فرشتے۔ تیسرا قول اکثر مجوس اور ثنویہ کا ہے (جو عالم کے دو خالق مانتے ہین۔) وہ کہتے ہین عالم درحقیقت دو اصول (مادہ) سے مرکب ہے جو ہمیشہ سے چلے آتے ہین۔ ان مین

الفصل والتدبیر فجوهر النور فاضل خیر تقی طیب الروح کریم النفس یسر ولا یضر وینفع ولا یمنع ویحیی ولا یبلی وجوهر الظلمة علی ضد ذلک ثم ان جوهر النور لم یزل یولد الاولیاء وهم الملائکة لا علی سبیل التناکح بل علی سبیل تولد الحکمة من الحکیم والضوء من المضیئ وجوهر الظلمة لم یزل یولد الاعداء وهم الشیاطین علی سبیل تولد السفه من السفیه [illegible] سبیل التناکح۔ تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۷ جلد ۱۹

ایک نور ہے دوسرا اندھیرا اور وہ حقیقت مین جوہر شفاف ہین خود مختار قادر جنس وصورت مین باہم مختلف فعل وتدبیر مین جداگانہ۔ پس نور کا جوہر بہتر اور ستھرا اور سخی ہے خوش کرتا ہے ضرر نہین پہچاتا۔ نفع دیتا ہے فائدہ کو نہین روکتا زندہ کرتا ہے مارتا اور بوسیدہ نہین کرتا۔ اندھیریکا جوہر اسکے مخالف ہے پہر نور کے جوہر سے [illegible] پیدا ہوتے ہین جیسے حکیم سے حکمت پیدا ہوتی ہے اور روشن چیز سے روشنی اور وہ ملائکہ کہلاتے ہین اور اندھیرے کے جوہر سے دشمن پیدا ہوتے ہین جیسے احمق سے حماقت پیدا ہوتی ہے اور وہ شیاطین کہلاتے ہین۔

قادیانی نے بڑی جرئت کی ہے کہ ان باتون کو قرآن سے ثابت بتایا ہے اس جرئت مین قادیانی نے خدا پر افترا کیا ہے کسی آیہ قرآن مین یہ ارشاد نہین ہوا کہ کواکب وسیارات کے لئے ارواح ہین اور وہی کائنات الارض کے وجود مین مؤثر ہین اور وہی ملائکہ ہین جو انبیاء وغیرہ ہمین کی روحانی تربیت کر رہے ہین اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہین یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور اعتقاد تاثیر کواکب کو تو قرآن شریف نے اشارۃً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً ناشکری وکفر قرار دیا ہے۔ قرآن مین ارشاد ہے کہ کیا تمہاری یہی شکرگذاری ہے کہ تم خدا کو جھٹلاتے ہو جو بارش ہوتی ہے تو یہ کہتے ہو

افتجعلون رزقکم انکم تکذبون (الواقعہ)

کہ فلان ستارہ کی تاثیر سے ہوئی ہے۔

صحیحین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ مقام حدیبیہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی تو اصحاب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آیا تم جانتے ہو کہ خداتعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ اصحاب بولے کہ اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپنے فرمایا کہ خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندون مین کوئی مجھپر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے سو جو یہ کہے کہ ہمپر خدا کے فضل و رحمت سے بارش ہوتی ہے تو وہ مجھپر ایمان لانے والا ہے اور ستارون سے منکر اور جو یہ کہے کہ فلان ستارہ کے فلان مقام پر پہنچنے کے سبب بارش ہوئی ہے تو وہ ستارون پر ایمان لاتا ہے اور مجھ سے کافر ہے۔

> عن زید بن خالد الجهنی انه صلی لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوٰة الصبح بالحدیبیة علی اثر سماء کانت من اللیلة فلما انصرف النبی صلی الله علیه وسلم اقبل علی الناس فقال هل تدرون ماذا قال ربکم قالوا الله ورسوله اعلم قال اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر فاما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلک مؤمن بی وکافر بالکوکب واما من قال بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی ومؤمن بالکوکب (بخاری صـ۱۴۱ مسلم صـ۵۹)

صحیح مسلم کی ایک حدیث مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بارش ہوئی۔ تو آپنے فرمایا خداتعالیٰ فرماتا ہے میرے بندون سے کوئی شاکر ہے کوئی کافر شاکر کہتے ہین یہ بارش خدا کی رحمت ہے، بعض کافر کہتے ہین فلان فلان ستارہ کا

> عن ابن عباس قال مطر الناس علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم اصبح من الناس شاکر ومنهم کافر قالوا هذه رحمة الله وقال بعضهم لقد صدق نوء کذا وکذا قال

فلما نزلت هذه الآية فلا اقسم بمواقع النجوم حتى بلغ وتجعلون رزقكم انكم تكذبون (مسلم ص۵۹)	غروب سچا نکلا جو بارش ہوئی اسپر آیت اتری جو صفحہ ۱۴۵ منقول ہوئی۔

امام نووی شرح مسلم کے صفحہ ۵۹ مین فرماتے ہین کہ جو یہ کہے

اما معنى الحديث فاختلف العلماء فى كفر من قال مطرنا بنوء كذا على قولين احدهما هو كفر باللہ تعالى سالب لاصل الايمان مخرج من ملة الاسلام قالوا وهذا فى من قال ذلك معتقدًا ان الكواكب فاعل منشئ للمطر كما كان بعض اهل الجاهلية يزعم ومن اعتقد هذا فلا شك فى كفره وهذا القول الذى ذهب اليه جماهير العلماء والشافعى منهم وهو ظاهر الحديث قالوا وعلى هذا لو قال مطرنا بنوء كذا معتقدا انه من الله وبرحمته وان النوء ميقات له وعلامة اعتبارا بالعادة فكانه قال مطرنا فى وقت كذا فهذا لا يكفر واختلفوا فى كراهيته والاظهر كراهته لكنها كراهة تنزيه وسبب الكراهة انها كلمة مترددة بين الكفر وغيره فيساء الظن بصاحبها ولانها شعار الجاهلية ومن سلك مسلكهم والقول الثانى فى اصل تاويل الحديث ان المراد كفر نعمة الله تعالى لاقتصاره على اضافة الغيث الى الكواكب وهذا فيمن لا يعتقد تدبير الكواكب ــ (شرح مسلم ص۵۹)	کہ فلان ستارہ کے سبب بارش ہوئی اوس کے کفر کی تفسیر مین علما کے دو قول ہین اول یہ کہ یہ خدا کے ساتھ کفر ہے ایمان کو دور کرنے والا اسلام کے دائرہ سے نکالنے والا یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو اعتقاد رکھے کہ ستارہ بارش کا فاعل اور مدبر ہے اس کی تاثیر سے بارش ہوتی ہے۔ جیسا کہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا دوسرا قول یہ کہ اس سے کفران نعمت یعنی (ناشکری) مراد ہے یہ قول اوس شخص کے حق مین ہے جو ستارہ کو

مدبر و مؤثر نہ سمجھے یعنے صرف علامت ظہور تاثیر خداوندی خیال کرے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ ایام جاہلیت مین یہ اعتقاد تھا۔ کہ

وكانوا في الجاهلية يظنون ان نزول الغيث بواسطة النوء اما بصنعه على زعمهم واما بعلامته فابطل الشرع قولهم وجعله كفرا فان اعتقد قائل ذلك ان النوء صنعا في ذلك فكفره كفر تشريك وان اعتقد ان ذلك من قبيل التجربة فليس بشرك لكن يجوز اطلاق الكفر عليه وارادة كفر النعمة لانه لم يقع في شيء من طرق الحديث بين الكفر والشكر واسطة فيحمل الكفر فيه على المعنيين لتناول الامرين۔
(فتح الباری صـ ۳۳۲ ج ۲)

بارش ستارون کے فعل سے یا انکی (مقررہ) علامت سے ہوتی ہے۔ سو شارع نے اون دونو خیالون کو باطل کیا اور کفر ٹھرایا سو اگر یہ اعتقاد ہو کہ فعل ستارہ کا اسمین دخل ہے تو یہ مشرکانہ کفر ہے اور اگر صرف یہ اعتقاد ہو کہ تجربہ کے رو سے ہے تو یہ شرک نہین مگر اسکو کفر یعنے ناشکری کہہ سکتے ہین۔

ان احادیث سے بہ شہادت اقوال علما صاف ثابت ہے کہ ستارون کو بارش مین موثر و سبب وجود سمجھنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر قرار دیا ہے۔ اسکو کفر ملت سمجھین خواہ کفر نعمت اب اور حوادث دکائنات مین تاثیر نجوم کی اعتقاد کا کفر ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ

عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد رواه ابو داؤد واحمد وابن ماجة (مشکوٰۃ صـ ۳۸۵)

آپ نے فرمایا جس نے علم نجوم سے کچھ حاصل کیا اوس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا جسقدر اوسمین زیادتی کریگا سحر مین زیادتی کریگا۔

سلہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اپنی تجربہ کو لازم و واجب الاثر سمجھا۔

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من اقتبس بابًا من علم النجوم لغیر ماذکر اللہ فقد اقتبس شعبۃ من السحر المنجّم کاھن والکاھن ساحر والساحر کافر رواہ رذین (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۶)

ایک حدیث مین آپنے فرمایا کہ

جس نے علم نجوم کا کوئی باب (حصّہ) حاصل کیا یعنے اوسکی تاثیرات وفوائد کا علم سیکھا بجز ان فوائد کے جو خدا تعالے نے بیان کیے ہین (چنانچہ قتادہ کی روایت مین انکی تفسیر عنقریب آتی ہے) اس نے سحر کا ایک شعبہ حاصل کیا اور نجومی (اس علم کو حاصل کرنیوالا اور اسکا معتقد) کاہن ہے اور کاہن ساحر ہے اور ساحر کافر ہے

حضرت **شاہ ولی اللہ** صاحب محدث دہلوی نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ

واما الانواء والنجوم فلا یبعد ان یکون لھما حقیقۃ فان الشرع انما نھی [illegible] الاشتغال لا نفی الحقیقۃ البتۃ وانما توارث السلف الصالح ترک الاشتغال بہ وذم المشتغلین وعدم القول بتلک التاثیرات لا القول بالعدم اصلا ++ ولکن الناس جمیعًا توغلوا فی ھذا العلم توغلا شدیدًا حتی صار مظنۃ لکفر اللہ وعدم الایمان بہ فقضی ان لا یقول صاحب توغل ھذا العلم مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ من صمیم قلبہ بل یقول مطرنا بنوء کذا وکذا فیکون صادًا عن تحقیقہ بالایمان الذی ھو الاصل فی النجاۃ واما النجوم فانہ لا یضر جھلہ اذ اللہ مدبر للعالم علی حسب حکمتہ علمہ احد اولم یعلم فلذلک وجب فی الملۃ ان یخمل ذکرہ وینھی من تعلمہ

مین حقیقت نجوم کو ممکن [illegible] تسلیم کرکے اور اوسکی تاثیرات کو غیر مستبعد ماننے کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ اس علم نجوم سے شغل ترک کرنا اور اس شغل والے کو برا سمجھنا اور نجوم کی تاثیرات کا قائل ومعتقد نہونا سلف صالحین سے متوارث چلا آتا ہے اور اس علم مین توغل مظنہ کفر ہے اور پیغمبر صاحب ملت کا یہ فرض تہا کہ اسکے ذکر کو مٹاوے اور

ویجهر بان من اقتبس علما من النجوم اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد و مثل ذلك مثل التورية والانجيل شدد النبی صلی الله علیه وسلم علی من اراد ان ینظر فیهما لکونهما معرفة و مظنة لعدم الانقیاد للقرآن العظیم ولذلك نهوا عنه هذا ما ادی الیه رأینا و تفحصنا فان ثبت من السنة ما یدل علی خلاف ذلك فلا امر الا فی حق السنة

حجة الله البالغه ۳۷

اسکے سیکھنے سے لوگون کو روکے اور پکار کر یہہ کہدے کہ جو شخص اس علم سے کچھ حاصل کرتا ہے وہ سحر کا ایک شعبہ حاصل کرتا ہے شاہ صاحب کا کلام اس باب مین ایک نص قطعی ہے کہ شریعت اور اسلام مین نجوم کی تاثیرات کے اعتقاد سے منع کیا گیا ہے گو نفس الامر مین خدا تعالی [illegible] ہون ۔ [illegible] ان مین تاثیرات [illegible]

اور صحیح بخاری مین حکم نجوم کے بیان مین ایک باب منعقد کر کے اسمین قتادہ

باب فی النجوم وقال قتادة لقد زینا السماء الدنیا بمصابیح خلق هذه النجوم لثلث جعلها زینة للسماء و رجوما للشیاطین و علامات یهتدی بها فمن تاول فیها بغیر ذلك اخطا و اضاع نصیبه و تکلف ما لا علم له به بخاری ۴۵۵ وفی روایة رزین تکلف ما لا یعنیه و ما لا علم له به و ما عجز عن علمه الانبیاء و الملائکة و عن الربیع مثله و زاد والله ما جعل الله فی نجم حیوة احد و لا رزقه ولا موته و انما یفترون علی الله الکذب و یتعللون بالنجوم (مشکوٰة ص ۳۲۰)

سے نقل کیا کہ یہ ستارے تین فوائد کے لئے پیدا کئے گئے ہین (۱) خدا تعالی نے انکو آسمانون کے لئے زینت بنایا ہے (۲) انسے شیاطین کو جو آسمانون پر احکام سننے کو چڑھتے ہین ۔ مارا جاتا ہے (۳) وہ علامات ہین جنکے سبب سے خشکیون اور دریاؤن مین راستہ پہچانا جاتا ہے پھر جو شخص ان ستارون سے اور اغراض و فوائد کا ہونا بیان کرے تو وہ خطا کار ہے اور اپنا حصہ (فہم قرآن سے) ضائع کرتا ہے

وصله عبد بن حميد من طريق شيبان
عنه وزاد في آخره وان ناسا
جهلة بامر الله قد احدثوا في هذه
النجوم كهانة من غرس بنجم كذا
كان كذا ومن سافر بنجم كذا كان
كذا ولعمري ما من النجوم نجم
الا ويولد به الطويل والقصير
والاحمر والابيض والحسن
والدميم وما علم هذه النجوم
وهذه الدابة وهذا الطائر شيء
من هذا الغيب انتهى۔ وبهذه
الزيادة تظهر مناسبة ايراد المصنف
ما اورده من تفسير الاشياء التي
ذكرها من القران وان كان ذكر بعضها
وقع استطرادا والله اعلم قال الداودي
قول قتادة في النجوم حسن الا قوله اخطأ
واضاع نصيبه فانه قصر في ذلك بل قائل
ذلك كافر انتهى ولم يتعين الكفر في حق من
قال ذلك وانما يكفر من نسب الاختراع
اليها واما من جعلها علامة على حدوث امر
فلا انتهى (فتح الباري ص ٢١١ ج ٦)

اسکی علم کے لیے تکلف کرتا ہے جسکا علم
اسکے لیے ممکن نہین زرین کی روایت
مین یہ بھی ہے کہ وہ شخص اس امر کے
جاننے کے لیے تکلف کرتا ہے جسکے جاننے
سے انبیا و ملائکہ بھی عاجز ہین ایسا ہی
ربیع بن زیاد سے زرین نے نقل کیا ہے
انتہے اسپر یہ بھی بڑہایا ہے کہ بیشک خدا تعالی
نے کسی ستارہ کو نہ کسی کی زندگانی کا سبب
بنایا ہے نہ موت کا نہ رزق کا نجومی جہوٹ
[illegible]
بناتے ہین فتح الباری مین کہا ہے کہ اس
قول قتادہ کی سند عبد بن حمید نے بیان
کی ہے اور اسکے آخر مین یہ بڑہا دیا ہے کہ
خدا کے حکم یا شان سے جاہل لوگون نے
ستارون مین یہ باتین از خود نکالی ہین کہ فلان
ستارہ کے وقت درخت لگا دے تو یہ ہوگا۔
فلان ستارے کے وقت سفر کرے تو ایسا
ہوگا۔ اور ہر ایک ستارہ کی تاثیر سے کوئی دراز
قامت پیدا ہوتا ہے۔ کوئی پست قامت
کوئی سرخ کوئی سفید۔ کوئی خوب
صورت کوئی کوئی بدصورت۔ اور

ستارون اور چوپایون اور جانورون کے یہ علوم علم غیب سے نہین ہے۔ داؤدی نے کہا ہے قتادہ کا یہ قول اچھا ہے۔ مگر اس اعتقاد و قول جاہلیت کو صرف خطا کہنا اُسکی کوتاہی ہے ایسے اعتقاد والا شخص کافر ہے (صاحب فتح الباری کہتے ہین) صرف اسی کہنے پر کفر کا حکم نہین ہو سکتا کافر اُسی کو کہا جاتا ہے جو ستارون کو مخترع (یعنے موجد و موثر کہے) اور جو یہ سمجھے کہ یہ ستارے زمین مین خدا ہی تعالےٰ کی قدرت و تاثیرات کے ظاہر ہونے کی علامات ہین تو وہ کافر نہین ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ پرانے فلسفی اور قادیانی اُن کواکب کو صرف علامات نہین سمجھتے بلکہ اُنکو موثر جانتے ہین اور اُنکی تاثیرات کے قائل ہین لہذا اُنکا اعتقاد وہی اعتقاد ہے جسکو عبارات مذکورہ مین حقیقی کفر کہا گیا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ مرزا قادیانی تو مدعی اسلام ہے وہ خدا تعالےٰ کو عالم کا خالق و موجد جانتا ہے ستارون کا خالق و موجد بھی خدا تعالی ہی کو سمجھتا ہے لہذا اُسکا ستارون کی تاثیر کا قائل ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ یہ تاثیر ستارون کو خدا تعالے نے عطا فرمائی ہے پھر اُنکی تاثیر کا اعتقاد کفر کیونکر ہوا تو اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ پرانے فلسفی اور نجومی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ستارون کا خالق خدا تعالے ہے اور اُسی نے ستارون مین یہ تاثیرات پیدا کر دی ہین ایسا کوئی فلسفی یا نجومی (بجز دہریہ کے) نہین جو ستارون کو خدا کا مخلوق نہ سمجھتا ہو یا اُنکی تاثیر کو خدا کی مخلوق نہ جانتا ہو با این ہمہ وہ اس تاثیر کے اعتقاد کے سبب کافر سمجھے گئے ہین تو قادیانی کو کیونکر نہ سمجھا جاوے۔

اس اعتقادِ تاثیر کو باوجود اس اعتراف کے کہ وہ تاثیر خدا کی طرف سے اور اسکی مخلوق ہے کفر ٹہیرانے کی عقلی وجہ اور اسکا سِرّ یہ ہے کہ جو لوگ اس تاثیر کے قائل ہین وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ تاثیر ستارون کے لیے ایسی لازمی ہے کہ اس تاثیر کا ستارون سے جدا ہونا محال ہے خدا تعالےٰ نے اس تاثیر کو پیدا تو کر دیا مگر وہ اب اس تاثیر کے معدوم کرنے پر قادر

نہیں سکتا اور اپنے مقررہ قانون کو وہ معزول بادشاہ کی مانند بدل نہین سکتا اس امر کا فلاسفہ نہ صرف تاثیرات نجوم کی نسبت اعتقاد رکھتے ہین بلکہ جملہ اسباب مسببات عالم کی نسبت وہ یہی اعتقاد رکھتے ہین اور اسباب و مسببات مین تلازم کو وہ واجب اور عدم تلازم کو محال جانتے ہین اور اسکو قانون قدرت (یا انگریزی والے لاز آف نیچر) کہتے ہین اور اسکی تبدیل و تغییر سے خدا تعالے کو عاجز و غیر قادر جانتے ہین۔ اور اُسکے کفر ہونے مین اہل اسلام کو کیا شک ہے۔

اہل اسلام خدا تعالی کو فاعل با اختیار و متصرف و مدبر عالم جانتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو آثار اسباب عالم سے ظاہر ہوتے ہین وہ خدا ہی کی تاثیر سے ہین اور اُسی کی قدرت و اختیار مین وہ چاہتا ہے تو اُسنے اُن آثار کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ چاہتا ہے تو اُنسے اُن آثار کا عکس ظاہر کرتا ہے وہ پانی سے آگ کا کام لیتا ہے اور آگ سے پانی کا کام الغرض اہل اسلام کے نزدیک موثر خدا تعالے ہے اسباب عالم اسکی تاثیر کے ظہور کے محل ہین۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ تاثیرات نجوم جسکے قرآن سے ثابت ہونیکا قادیانی مدعی ہے قرآن سے ثابت نہین بلکہ قرآن اور حدیث اور علماء اسلام نے اسکو کفر قرار دیا ہے کفر حقیقی ملت سے خارج کرنے والا ہو خواہ کفران نعمت ۔ اور اعتقاد تاثیر صرف فلاسفہ اور نجومیون اور ہندوؤنکا مذہب ہے اور قادیانی اس اعتقاد مین انہین کا پیرو اور مقلد ہے نہ پیرو اسلام ۔ اور قادیانی کا حضرت جبرئیل و ملک الموت کے زمین پر آنے کو محال جاننا بھی اسی فلسفیون اور نیچریون کے اصول پر مبنی ہے جسکا کفر ہونا ابھی بیان ہوا ہے۔ اور جبریل وغیرہ ملائکہ کے صور محسوسہ کو جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام دیکھتے اُنکی خیالی صورت اور عکسی تصویر قرار دینا بھی بعینہ نیچریون کی تجویز ہے جو مسٹر سید احمد خانصاحب کی تفسیر مین بیان[۱] ہوئی

[۱] دیکھو تفسیر ص[illegible] وغیرہ جلد ۱ و جلد ۲ کا مقام رویت مریم علیہ السلام کا صورت جبریل کو۔

علماے اسلام کے نزدیک احادیث نزول ورویت جبرئیل مین یہ تاویل کرنا معانی نصوص مین تحریف کرنا ہے جو ملحدین باطنیہ کا شیوہ ہے۔

شرح عقائد نسفی بصفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے۔ قرآن وحدیث کے نصوص (یعنے صاف عبارتوں) سے انکے ظاہری معانی مراد لیے جائینگے جبتک کوئی قطعی دلیل اُن معانی سے نہ پہیرے۔ اوران ظاہری معانی سے ایسے معانی کی طرف عدول کرنا جسکے اہل باطن مدعی ہین اسلام سے عدول کرنا اور ملحد بننا ہے۔ باطنیہ ملحد لوگ ہین انکو باطنیہ اسلیے کہا جاتا ہے کہ وہ عبارات واضح قرآن کی نسبت یہ دعوی کرتے ہین کہ اُنکے ظاہری معنے مراد نہین بلکہ باطنی معنے مراد ہین جنکو انکا معلم سکہلاتا ہے۔ اُنکا مقصود اس اصول سے یہ ہے کہ احکام شریعت باطل وبیکار ہو جائین۔ اس امر کو کفر والحاد اسلیے کہا گیا ہے کہ اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام وارشادات کی جو بطور بداہت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین تکذیب پائی جاتی ہے۔

والنصوص من الکتاب والسنۃ تحمل علی ظواهرها ما لم یصرف عنها دلیل قطعی والعدول عنها ای عن الظواهر الی معان یدعیها اهل الباطن وهم الملاحدة وسموا الباطنیة لادعائهم ان النصوص لیست علی ظواهرها بل لها معان باطنیة لا یعرفها الا المعلم وقصدهم بذلک نفی الشریعة بالکلیة الحاد ای میل وعدول عن الاسلام واتصال والتصاق بالکفر لکونه تکذیبا للنبی علیه السلام فیما علم مجیئه به بالضرورة واما ما ذهب الیه بعض المحققین من ان النصوص مصروفة علی ظواهرها ومع ذلک فیها اشارات خفیة الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینها وبین الظواهر المرادة فهو من کمال الایمان ومحض العرفان

ہان جو بعض اہل تحقیق قائل ہین کہ نصوص قرآن اور حدیث کے ظاہری معانی تو مراد ہین ہی اور باوجود اسکے ان نصوص مین بعض مخفی اشارات بھی پائے جاتے ہین اور وہ اہل سلوک پر کہلتے ہین اور وہ معانی ظاہری معانی سے مطابق ہو سکتے ہین سو کمال ایمان اور عرفان کی بات ہے ۔

ایسا ہی **شرح فقہ اکبر** وغیرہ کتب عقائد مین ہے ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قادیانی اور انکے حواریون کی تاویلات اس قسم سے نہین ہین کہ وہ معانی ظاہر یہ کو بہی تسلیم کرتے ہون و معہذا اسکے اسرار و معانی لطیفہ بیان کرتے ہون وہ تو معانی ظاہری کی نفی کرتے ہین اور صاف کہہ چکے کہ نزول جبرئیل سے حقیقۃً نزول مراد نہین ہے اور جبرئیل کا اپنے ہیڈکوارٹر آفتاب سے جدا ہوتا نظام شمسی مین فساد پیدا کرتا ہے ۔ اور ملک الموت کا ذات خود [illegible] ہے [illegible] القیاس [illegible]

انہین اصول مسلمہ اہل اسلام کی شہادت سے قادیانی اور انکے گروہ کی وہ تاویلات جو درباب نزول حضرت مسیح و معجزات مسیح و خروج دجال و یاجوج و ماجوج و لیلۃ القدر و سجود آدم وغیرہ مین وہ کرتے ہین نصوص کی تحریف و الحاد ہے ۔

اور ان سب امور کو اہل اسلام انہین معانی سے تسلیم کرتے ہین جو انکے ظاہری معانی ہین

امام نووی شرح مسلم مین بصفحہ ۴۰۳ جلد ثانی فرماتے ہین کہ حضرت عیسےٰ کا نازل ہونا

قال القاضی رحمہ اللہ تعالی نزول عیسےٰ علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح عند اہل السنۃ للاحادیث الصحیحۃ فی ذلک ولیس فی العقل ولا فی الشرع ما یبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ والجہمیۃ ومن وافقہم وزعموا ان ہذہ	اور دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک حق اور صحیح ہے ۔ کیونکہ احادیث صحیحہ اس باب مین موجود ہین اور عقل و شرع مین ایسی کوئی دلیل وارد نہین ہے جو اس نزول کو باطل کرے ۔ لہذا اسکا ثابت رکہنا (یعنے تسلیم کرنا) واجب ہے

الاحادیث مردودة بقوله تعالی وخاتم النبیین وبقوله صلی الله علیه وسلم لانبی بعدی وباجماع المسلمین انه لانبی بعد نبینا صلی الله علیه وسلم وان شریعته مؤبدة الی یوم القیمة لاتنسخ وهذا الاستدلال فاسد لانه لیس المراد بنزول عیسے علیه السلام انه ینزل نبیا بشرع ینسخ شرعنا ولا فی هذه الاحادیث ولا فی غیرها شئ من هذا بل صح هذه الاحادیث هنا وما سبق فی کتاب الایمان وغیرها انه ینزل حکما مقسطا یحکم بشرعنا ویحیی من امور شرعنا ما هجره الناس انتهی (شرح نووی ص۴۰۳ ج ۲)

معتزلہ اور بعض جہمیہ اور انکے ہم مشرب انکے منکر ہین انکا یہ خیال ہے کہ وہ احادیث جنمین نزول مسیح کا ذکر ہے اس آیت کے مخالف ہین جسمین آنحضرت صلعم کو نبیونکا خاتم کہا گیا ہے اور اس قول نبوی کی مخالف ہین کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور مسلمانون کے اس اجماع کی کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور آپ کی شریعت قیامت تک منسوخ نہ ہوگی مگر انکا ان دلائل سے استدلال ایک فاسد استدلال ہے کسی حدیث مین یہ نہین آیا کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایسے نبی ہوکر آئینگے جو آنحضرت صلعم کی شریعت کو منسوخ کرینگے یہہ بات نہ ان احادیث نزول مین ہے نہ اور کسی حدیث مین بلکہ کتاب الایمان مین گذر چکا ہے کہ وہ حاکم عادل ہوکر آئینگے ہماری ہی شریعت پر عمل کرینگے اور اس شریعت کے انہی امور کو زندہ کرینگے جنکو لوگون نے چھوڑ رکھا ہوگا"

اور اسکے جلد اول مین بصفحہ ۸۰ لکھا ہے ٹھیک بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان

والصواب ما قدمناه وهو انه لایقبل الا الاسلام فعلی هذا قد یقال هذا خلاف ما هو حکم الشرع الیوم فان الکتابی اذا بذل الجزیة وجب قبولها ولم یجز قتله ولا اکراهه علی الاسلام وجوابه ان هذا الحکم لیس مستمرا

کرچکے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام کچھہ (جزیہ وغیرہ) قبول نہ کرینگے اسپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہماری آج کے دن کی شریعت کے مخالف ہے کیونکہ اسوقت کتابی سے جزیہ قبول کرنا واجب ہے

الی یوم القیمۃ بل ھو مقید بما قبل نزول عیسی ع وقد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ الاحادیث الصحیحۃ بنسخہ ولیس عیسی علیہ السلام ھو الناسخ بل نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھو المبین للنسخ فان عیسی علیہ السلام یحکم بشرعنا فدل علی ان الامتناع من قبول الجزیۃ فی ذلک الوقت ھو شرع نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شرح مسلم)

اور اسکو قتل کرنا یا اسلام پر مجبور کرنا جائز نہین ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حکم قیامت تک نہ رہے گا۔ بلکہ وہ قیامت سے پہلے حضرت عیسے علیہ السلام کے نزول سے پہلے زمانہ تک رہیگا۔ اس حکم کا بوقت نزول مسیح منسوخ ہوجانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث سے ظاہر کردیا ہے تو اس حکم کے ناسخ حضرت عیسےؑ نہ ٹھیرے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناسخ ہوئے حضرت عیسےؑ اسوقت اس حکم کے نسخ کے مبین ہونگے وہ آنحضرتؐ کے اس حکم سے جزیہ موقوف کرینگے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اسوقت جزیہ نہ قبول کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوگا۔ حضرت عیسے علیہ السلام [illegible]

اور اسکے جلد دوم کے صفحہ ۳۹۹ مین فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے ان احادیث

قال القاضی ھذہ الاحادیث التی ذکرھا مسلم وغیرہ فی قصۃ الدجال حجۃ لمذھب اھل الحق فی صحۃ وجودہ وانہ شخص بعینہ ابتلی اللہ بہ عبادہ واقدرہ علی اشیاء من مقدورات اللہ تعالی من احیاء الموتی الذی یقتلہ ومن ظھور زھرۃ الدنیا والخصب معہ وجنتہ ونارہ ونھریہ واتباع کنوز الارض لہ وامرہ السماء ان تمطر فتمطر والارض ان تنبت فتنبت فیقع کل ذلک بقدرۃ اللہ تعالی ومشیتہ ثم یعجزہ اللہ تعالی

مین جنکو مسلم نے قصہ دجال مین ذکر کیا ہے اہل حق کے مذہب کی دلیل پائی جاتی ہے کہ دجال کا ہونا صحیح ہے۔ اور وہ ایک ایسا شخص ہے جس کے ذریعہ سے خدا ے تعالے مسلمانون کا امتحان کرے گا۔ اور اس کو ایسی چیزون پر قدرت دے گا جو خدا کی قدرت مین داخل ہین جیسے مردہ کو (جسکو وہ مارے گا) زندہ کرنا اور دنیا کی زینت

بعد ذلک فلا یقدر علی قتل ذلک الرجل ولا غیره ویبطل امره ویقتله عیسے علیه السلام و یثبت الله الذین امنوا هذا مذهب اهل السنة وجمیع المحدثین و الفقهاء والنظار خلافا لمن انکره و ابطل امره من الخوارج و الجهمیة وبعض المعتزلة وخلافا للجبائی المعتزلی وموافقیه من الجهمیة وغیرهم فی انه صحیح الوجود لکن الذی یدعی مخارف و خیالات لا حقائق لها وزعموا انه لو کان حقا لم یوثق بمعجزات الانبیاء صلوات الله وسلامه وهذا اغلط من جمیعهم لانه لم یدع النبوة فیکون ما معه کالتصدیق له و انما یدعی الالهیة وهو فی نفس دعواه مکذب لها بصورة حاله ووجود دلائل الحدوث فیه ونقص صورة وعجزه عن ازالة العور الذی فی عینیه وعن ازالة الشاهد بکفره المکتوب بین عینیه ولهذه الدلائل وغیرها لا یغتر به الا رعاع من الناس لسد الحاجة و الفاقة رغبة فی سد الرمق وتقیة وخوفا من اذاه لان فتنته عظیمة جدا اذ هش العقول وتحیر الالباب مع سرعة مروره فی الامر فلا یمکث

اور فراخی اور بہشت اور آگ اور دو نہروں کا اسکے ساتھ ہونا اور زمین کے خزانوں کا اُسکے تابع ہونا اور اُسکے کہنے سے آسمان سے مینہ برسنا اور زمین کا اوگانا یہہ سب کچہ خدا کی قدرت اور ارادہ سے ہوگا پہر خدا تعالے اُس کو عاجز کردیگا تو وہ کسی کے مارنے پر قادر نہ ہوگا۔ اور اسکا حال بگڑ جائیگا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام اسکو قتل کرینگے۔ اور خدا تعالے ایمان والون کو اس امتحان مین ثابت قدم رکہیگا۔ یہی اہل سنت اور تمام محدثین و فقہا اور اہل اجتہاد کا مذہب ہے۔ خوارج۔ بعض معتزلہ۔ اور جبائی اور اسکے ہم خیال جہمیہ اسکے مخالف ہین وہ اسکے ہونے کو تو مانتے ہین مگر یہہ کہتے ہین کہ جو وہ کریگا یا دکہائیگا وہ صرف خیالات ہونگے انکی حقیقت کوئی نہ ہوگی وہ کہتے ہین کہ اگر وہ امور واقعی ہون تو پہر معجزات انبیا کا اعتبار نہین رہتا۔ مگر یہہ اُن کی غلطی ہے۔ کیونکہ وہ یہہ کرشمات

بحيث يتامل الضعفاء حاله ودلائل الحدوث فيه والنقص فيصدقه من يصدقه في هذه الحالة ولهذا حذرت الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين من فتنته ونبهوا على نقصه ودلائل ابطاله واما اهل التوفيق فلا يغترون به ولا يخدعون بما معه لما ذكرناه من الدلائل المكذبة له مع ما سبق لهم من العلم بحاله ولهذا يقول له الذي يقتله ثم يحييه ما ازددت فيك الا بصيرة (شرح مسلم صفحہ ...)

دکہانے کیوقت نبوت کا دعویٰ نہ کریگا تاکہ ان امور سے اوسکی اس دعوے کی تصدیق ہو اور وہ معجزات انبیا کے مشابہ ہوکر نبوت مین شبہ وشک ڈال سکین بلکہ وہ ان خوارق کے وقت الوہیت کا دعویٰ جہوٹا کرے گا جو خود بخود باطل ہوگا۔ اور دجال کا ظاہری حال اور اوسکی مخلوق ہونے کے دلائل اور اوسکی صورت کا عیب اور اسکا اس عیب کو دور کرنے سے اور اپنی بینائی سے علامت کفر (لفظ کافر) کو مٹانے سے عاجز رہنا اسکو جہٹلاویگا اسمین ان دلائل عجز وحدوث کے موجود ہونے کی وجہ سے اسکے خوارق سے کوئی دہوکہ نہ کہائیگا بجز عامی لوگون کے جو بہوک کے سبب یا اسکے ڈر کے مارے اسکو مان لینگے کیونکہ اوسکا فتنہ مدہوش وحیران کردے گا اور اسکا زمین پر جلدی سے پہر جانا اونکو اسکے حال کو سوچنے کا موقع نہ دیگا۔ اسیوجہ سے انبیاء نے اسکے فتنہ سے لوگون کو ڈرایا ہے۔ اور اسکے نقص وعجز پر آگاہ کردیا۔ اور جن لوگون کو خدا تعالیٰ توفیق دیگا وہ اس سے دہوکا نہ کہائینگے۔ اور جو خوارق اس سے صادر ہونگے وہ انسے اس کے فریب مین نہ آئینگے کیونکہ وہ اسکے کذب اور عجز کے دلائل جانتے ہون گے اور وہ اسکے حال سے واقف ہون گے اسیوجہ سے جس شخص کو وہ قتل کرکے جلاویگا وہ اسکو صاف کہیگا کہ تیرے اس فعل سے میرا یقین بڑہ گیا ہے“

اور ایسا ہی تمام کتب حدیث کے متون وشروح مین حضرت مسیح بن مریم کا نزول اور دجال ویاجوج وماجوج کا خروج ظاہری معنی سے تسلیم وبیان کیا گیا ہے اور ان امور کو

ایسا یقینی سمجھا گیا ہے کہ انکو اہل سنت کے اعتقادات مین داخل کیا گیا ہے۔

حضرت امام الائمہ امام اعظم علیہ الرحمۃ نے **فقہ اکبر** مین اور ملا علی قاری نے اوس کی

وخروج الدجال ویاجوج وماجوج کما قال
تعالی حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج وهم
من کل حدب ینسلون - وطلوع
الشمس من مغربها کما قال تعالی یوم یاتی
بعض ایات ربك لا ینفع نفسا ایمانها لم
تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانها
خیرا ونزول عیسی من السماء قال الله تعالی
انه لعلم للساعة وقال وان من اهل الکتاب
الا لیؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسی
علیه السلام بعد نزوله عند قیام الساعة
فیصیر الملل واحدة وهی ملة الاسلام
الحنیفیة وفی نسخة قدم طلوع الشمس علی
البقیة وعلی تقدیره قالوا والطریق الجمعیة
ولا فترتیب القضیة ان المهدی یظهر
اولا فی الحرمین الشریفین ثم یاتی بیت المقدس
فیاتی الدجال ویحصره فی ذلك الحال فینزل
عیسی علیه السلام من المنارة الشرقیة فی دمشق
الشام ویجیٔ الی قتال الدجال فیقتله بضربة
فی الحال فانه یذوب کالملح فی الماء عند

شرح مین فرمایا ہے۔ دجال اور یاجوج ماجوج
کا نکلنا جسکا ذکر قرآن کی اس آیت مین ہے
کہ وہ ہر بلندی سے دوڑینگے۔ اور آفتاب کا
جانب مغرب سے طلوع کرنا جسکا اس آیت
مین ذکر ہے۔ کہ جسوقت خدا کی بعض
نشانیان آوینگی اسدن کسی کو جو پہلے
سے ایمان نہ لایا ہوگا اسکا ایمان نفع نہ
دیگا۔ اور حضرت عیسےٰ کا آسمان سے نازل
ہونا چنانچہ قرآن مین ارشاد ہے کہ
وہ (یعنے حضرت عیسیٰؑ) قیامت کی ایک
نشانی یا اوسکے علم وشناخت کی دلیل ہین
اور ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے کوئی
ایسا نہوگا جو حضرت عیسےٰؑ پر اون کی
موت سے پہلے یعنے قیامت کے
قریب ایمان نہ لائیگا اور اسوقت سبھی
دین اور ملت ایک دین (اسلام)
ہوجائیگا یہ سب امور حق اور ثابت
ہین۔ فقہ اکبر کے بعض نسخون مین
آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا ذکر باقی

نزول عیسی علیه السلام من السماء فیجتمع
علیه السلام بالمهدی وقد اقیمت الصلوٰة
فیشیر للمهدی لعیسی علیه السلام بالتقدم
فیمتنع معللا بان هذه الصلوٰة اقیمت
لک فانت اولی بان تکون الامام فی هذا
المقام ویقتدی به لیظهر متابعته لنبینا
صلی الله علیه وآله وسلم کما اشار الی هذا المعنی
صلی الله علیه وسلم بقوله لو کان موسی حیًا لما
وسعه الا اتباعی وقد بینت وجه ذلک
عند قوله تعالی واذ اخذ الله میثاق النبیین لما
اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول
الآیة - فی شرح الشفاء وغیره وقد ورد
انه یبقی فی الارض اربعین سنة ثم یموت
ویصلی علیه المسلمون ویدفنون علی ما رواه
الطیالسی فی مسنده وروی غیره انه یدفن
بین النبی صلی الله علیه وسلم والصدیق وروی
انه یدفن بعد الشیخین فهنیئا للشیخین
حیث اکتنفا بالنبیین وفی روایة انه یمکث
سبع سنین قیل وهی الاصح والمراد
بالاربعین فی الروایة الاولی مدة مکثه
ومدة ما قبله رفع وله ثلث وثلثون سنة

امور سے پہلے ہوا ہے اس صورت مین
واو حرف عطف مطلق جمعیت کے لئے
ہوا اور ترتیب امور مذکورہ کی اسطرح پر
ہوگی کہ اول امام مہدی حرمین مین ظاہر
ہونگے پھر وہ بیت المقدس مین آئینگے
اسوقت دجال آئیگا اور اسکا محاصرہ
کرے گا پھر عیسے علیہ السلام دمشق
کے مشرقی کنارہ کے پاس آسمان سے
اترین گے۔ اور دجال کے قتل کیطرف
متوجہ ہوکر ایک ہی وار سے اوسکو مار
ڈالین گے۔ وہ اون کے اترنیکے وقت
نمک کیطرح پگلنے لگیگا (مگر اوسکی جان
اونہین کے ہاتھ سے نکلیگی) پھر حضرت
عیسے اور مہدی ایک جگہ جمع ہون گے
اور نماز کے لئے تکبیر ہوگی تو حضرت
مہدی حضرت عیسیٰؑ کیطرف نماز پڑہانے
کے لئے اشارہ کرینگے وہ اس سے انکار
کرینگے یہہ کہکر کہ آپ ہی کی امامت کے لئے
یہ تکبیر ہوئی ہے۔ لہذا آپ ہی اس کے
مستحق ہین اور آپ اون کے مقتدی
بن جاوینگے تاکہ معلوم ہو کہ وہ آنحضرت صلعم

++ حق کائن ای ثابت وامر قوی
شرح فقہ اکبر

کے تابعین مین سے ہین چنانچہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ اگر حضرت موسی زندہ ہوتے تو اون کو بھی میری پیروی سے چارہ نہوتا۔ اسکی وجہ اس قول خداوندی کی شرح مین بیان ہوئی ہے جسمین ذکر ہے کہ اللہ تعالی نے نبیون سے یہ عہد لیا تھا کہ تمہارے پاس میرا رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) آوے تو تمپر اوسکا ماننا اور مدد کرنا ضروری ہوگا۔

شفا کی شرح وغیرہ مین مذکور ہے کہ حضرت مسیح زمین مین چالیس برس رہینگے اور پھر فوت ہونگے اور مسلمان اونکی نماز جنازہ پڑھینگے اور اونکو دفن کرینگے۔ یہ ابو داؤد طیالسی کی مسند مین روایت ہے اور اورون کی روایت مین ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضرت صدیق اکبر کی قبر کے بیچ مین دفن کئے جائینگے۔ ایک روایت مین ہے کہ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق) کی قبر کے بعد دفن کئے جائینگے اس صورت مین شیخین کے لئے مژدہ ہے کہ شیخین دو نبیون (آنحضرت ؐ اور مسیح ؑ) کے بیچ مین مدفون ہون گے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ زمین مین سات سال رہینگے اور یہی صحیح ترین اقوال سے ہے۔ اور چالیس سال ٹہرنے کی روایت سے بھی یہی مراد ہے کہ وہ بعد نزول سات برس رہین گے کیونکہ از انجملہ تینتیس ۳۳ برس اونھون نے آسمان پر جانے سے پہلے دنیا مین بسر کئے اور جب وہ اوٹھائے گئے تھے تو اون کی تینتیس ۳۳ سال کی عمر تھی۔

اور شرح عقائد نسفی مین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامات قیامت

وما اخبر بہ النبی علیہ السلام من اشراط الساعۃ ای من علاماتھا من خروج الدجال ودابۃ الارض ویاجوج وماجوج ونزول عیسی ؑ من السماء وطلوع الشمس من مغربھا فھو حق لانھا امور ممکنۃ اخبر بھا الصادق

(یعنی اس سے پہلے آنیوالی چیزون) کی خبر دی ہے یعنی دجال اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔ اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا (وغیرہ وغیرہ) وہ حق

قال حذیفۃ بن اسید الغفاری طلع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ماتذکرون قلنا نذکر الساعۃ قال انھا لن تقوم حتّٰی تروا قبلھا عشر اٰیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسی بن مریم وخروج یاجوج وماجوج وثلثۃ خسوف الخ - شرح عقائد ص

(واقع ہونیوالے) ہین کیونکہ یہ ایسے امور ہین جو ممکن الوقوع ہین اور مخبر صادق (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اونکے وقوع کی خبر دی ہے۔ حذیفہ بن اسید غفاری فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن تشریف لائے توہم کچھ خداکرہ کر رہے تھے آنحضرت صلعم نے فرمایا تم کیا ذکر رہے ہو ہمنے عرض کیا ہم قیامت کاذکر رہے ہین۔ آپ نے فرمایا قیامت نہوگی جب تک تم دس نشان اس سے پہلے نردیکھ لوگے پھر آپنے دخان۔ دجال۔ دابۃ الارض۔ طلوع آفتاب ازجانب مغرب۔ نزول حضرت مسیح۔ خروج یاجوج ماجوج۔ اور تین جگہ زمین کا خسوف اور یمین سے نکلنے والی آگ کا ذکر فرمایا۔

یہ حدیث حذیفہ بن اسید کی جسکا شرح عقائد مین حوالہ دیا گیا ہے صحیح مسلم مین بصفحہ ۳۹۳ مروی ہے اور صحاح مین ایسی بہت سی احادیث موجود ہین جنمین قادیانی اور اُسکے حواریون کی تاویلات مذکورہ کی گنجایش ہی نہین ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم مین نزول عیسے علیہ السلام کے عنوان سے ایک باب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لا یقبلہ احد حتی تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا ومافیھا ثم یقول ابوھریرۃ واقرؤا ان شئتم

منعقد کرکے اوسمین ایک حدیث نقل کی ہے جسکا یہ مضمون ہے کہ عنقریب حضرت ابن مریم حاکم عادل اترینگے صلیب کو توڑینگے اور خنزیر کو قتل کرینگے جزیہ موقوف کرینگے وغیر وغیرہ اوس حدیث کے آخر مین راوی حدیث ابوہریرہ کا یہ قول منقول ہے کہ

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا
بخاری صفحہ ۴۹۰ مسلم صفحہ ۸۷

کہ چاہو تو (اس حدیث کی تصدیق کے لئے) یہ آیۃ پڑھ لو جسمین ارشاد ہے کہ اہل کتاب سے ایسا کوئی نہوگا جو حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات سے پہلے اونپر ایمان نہ لائیگا اور اسمین باتفاق اہل اسلام وگروہ مسیحائی میرزائی (بہ) کے ضمیر سے حضرت عیسے مراد ہین اگرچہ (موتہ) کے ضمیر سے مراد مین اختلاف ہے۔ اس سے بلا نزاع بے اختلاف ثابت ہے کہ اس حدیث مین راوی ابوہریرہ اور اوسکے مخرجین امام بخاری ومسلم کے نزدیک حضرت عیسے ابن مریم ہی کا نزول مراد ہے نہ کسی اور نام کے عیسے یا مثالی مسیح کا۔

امام نووی اس حدیث کی شرح مین فرماتے ہین۔ ابوہریرہ رضہ کے اس قول سے کہ

قوله ثم يقول ابو هريرة [illegible] ان شئتم وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ففيه دلالة ظاهرة على ان مذهب ابي هريرة في الآية ان الضمير في موته يعود على عيسى صلى الله عليه وسلم شرح مسلم

چاہو تو [illegible] پڑھو وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔ صاف سمجھا جاتا ہے کہ ابوہریرہ کا اس آیت مین یہی قول تھا کہ اسمین لفظ موتہ کی ضمیر حضرت عیسے کی طرف پھرتی ہے۔

اور صحیح مسلم کی مشہور حدیث دمشقی مین جس آنے والے مسیح کا ذکر ہے اوسکے

ويحصر نبي الله عيسى عليه السلام واصحابه حتى يكون راس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم فيرغب نبي الله عيسى واصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ثم يهبط نبي الله عيسى عليه السلام

نام کے ساتھہ جابجا نبی اللہ کا لفظ وارد ہے ایک جگہ پر فیحصر نبی اللہ ایک جگہ ثم یھبط نبی اللہ دو جگہ ہے فیرغب نبی اللہ چنانچہ ارشاد ہے خدا کے نبی عیسے علیہ السلام اور اون کے ساتھہ والے (یاجوج ماجوج کے محاصرہ مین آجائینگے اوسوقت گائے کی